ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
السھم الشھابی
علی خداع الوھابی
۱۳۲۵ھ
شعلے برساتا ہوا تیر بڑے دھوکہ باز وہابی پر
تصنیف لطیف:۔
قدس سرہ العزیز
اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی
ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

السهم الشهابی علیٰ خداع الوهابی

۱۳۲۵ھ

(شعلے برساتا ہوا تیر بڑے دھوکہ باز وہابی پر)

تصنیفِ لطیف: اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا خاں بریلوی

پیش کش:

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

برائے:

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ:۔

از شہر جیت پور کاٹھیاوار۔ مرسلہ جماعت میمناں، ۸شوال ۱۳۲۵ھ

حضرات کرام علمائے اہلسنت وارث علوم حضرت رسالہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ اس باب میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص مولوی رحیم بخش نامی لاہور کے رہنے والے نے مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے اردو کی کتابوں کا ایک سلسلہ بنایا ہے جس کا نام اسلام کی پہلی کتاب، اسلام کی دوسری کتاب، اسلام کی تیسری کتاب وغیرہ رکھا ہے۔ان کتابوں کا مصنف اسلام کی دوسری کتاب کے صفحہ ۳ سطر ۸ میں لکھتا ہے: ''ان کتابوں میں بعض مقام میں جو لفظ اہل حدیث اور فقہاء کا استعمال کیا گیا ہے اس سے نہ اہل حدیث پر طعن مقصود ہے اور نہ فقہاء کو مخالف حدیث کا لقب مدنظر ہے بلکہ اہل حدیث سے وہ لوگ مراد ہیں جو صرف صحیح حدیث پڑھ کر یا سن کر عمل کرتے ہیں کسی خاص مذہب کے پابند نہیں، اور فقہاء سے وہ لوگ مراد ہیں جو خاص کتب فقہ اور خاص مذہب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے پابند ہیں اور اپنے مذہب کی روایت کو زیادہ مانتے ہیں۔اس اختلاف کو اس سلسلے میں اس لئے بیان کیا ہے کہ اس زمانہ میں اکثر اہل حدیث اور فقہاء کے اختلاف کا زیادہ چرچا ہے اور دونوں فریق کے لوگ بکثرت موجود ہیں اور۔۔۔۔۔۔اس سلسلہ میں عام مسلمانوں کی تعلیم اور اتحاد مقصود ہے، اور یہ اختلاف اسی اختلاف کے مشابہ ہے جو قدیم سے صحابہ اور ائمہ دین میں چلا آیا ہے اور کتب فقہ وغیرہ میں اکثر حنفی شافعی وغیرہ کے نام سے مذکور ہے، اصول دین میں سب متفق ہیں، صرف بعض فروع میں مختلف ہیں فروعی اختلاف میں بھی سند رکھتے ہیں، غایت یہ ہے کہ کسی کی دلیل قوی ہے اور کسی کی ضعیف، اور جو ضعیف پر ہے وہ بھی اپنے نزدیک اس کو قوی سمجھتا ہے۔غرض ہمیں اس میں نہ تعصب ہے اور نہ کسی کی مخالفت منظور ہے، محض اشاعت دین اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم مقصود ہے''

پھر اسی کتاب کی صفحہ ۱۳ سطر ۶ میں لکھتا ہے:

''حیض کی مدت میں علماء کے یہ اقوال ہیں: ایک دن رات، دو دن رات، تین دن رات، سات دن رات، دس دن، پندرہ دن۔اصل یہ ہے کہ یہ امر ہر عورت کی عادت اور طبیعت پر منحصر ہے۔''

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے:

''پانی کی طبیعت پاک ہے تھوڑا ہو یا بہت، بند ہو یا جاری، بو مزہ بدلنے سے ناپاک ہو جاتا ہے''

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ سطر ۸ میں کہتا ہے:

''ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے وقت سے اصلی سایہ کے سوا ایک مثل تک ہے، بعض فقہاء کے نزدیک دوسرے مثل تک بھی رہتا ہے لیکن مکروہ۔''

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۷۵ سطر ۵ میں تحریر ہے:

''جن نمازوں میں قصر کا حکم ہے یہ ہیں: ظہر، عصر و عشاء۔ ان میں سنتیں بھی معاف ہیں''

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۳ سطر ۸ میں لکھا ہے:

''جو شخص خطبے میں آکر شریک ہو دو رکعت سنت پڑھ بیٹھے، جو شخص دوسری رکعت کے قیام سے پیچھے ملے اس کا جمعہ نہیں ہوتا وہ ظہر پڑھے''

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۳ میں کہتا ہے:

''اگر ایک دن میں جمعہ اور عید اتفاق سے اکٹھے ہوں تو جمعہ میں رخصت آئی ہے اگر پڑھے تو بہتر ہے''

پھر مولوی رحیم بخش کی بنائی ہوئی اسلام کی تیسری کتاب کے صفحہ ۸۶ میں مذکور ہے:

''طلاق تین قسم کی ہے: احسن، جائز، بدعت''

''پھر طلاق بدعت کی نسبت اسی صفحہ کی سطر ۶ میں کہتا ہے:

''طلاق بدعت یہ ہے کہ ایک طہر میں تین طلاقیں پوری کردے یا ایک ہی دفعہ تین طلاق دے دے''

پھر صفحہ ۸۷ میں کہتا ہے:

''طلاق بدعت بعض کے نزدیک تو واقع ہی نہیں ہوتی اور بعض کے نزدیک ہوتی ہے لیکن مکروہ۔ تین طلاق ایک دفعہ میں یہ اختلاف ہے اگر تین طلاق ایک دفعہ دے دے تو کسی کے نزدیک طلاق ہے اور کسی کے نزدیک نہیں، جیسے طلاق بدعت میں بیان ہوا ہے''

یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے جو رحیم بخش مذکور کی طرف دو کتابوں میں سے مع نشان صفحہ و سطر آپ کے حضور میں پیش کیا گیا ہے، اب ارشاد ہو کہ مولوی رحیم بخش مذکور سنی حنفی پاک دین ہے یا پکا کٹا وہابی غیر مقلد بد مذہب، اور اس کی کتابوں میں سے جو مسائل نکال کر لکھے گئے ہیں اور شناخت کے لئے ان پر قومے ('' '') لگادیئے ہیں۔ یہ مسائل حنفیوں کے ہیں یا لا مذہب وہابیوں کے۔ پھر اگر مولوی رحیم بخش وہابی غیر مقلد ہے اور اس کی کتابوں میں مسائل مخالف ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بصراحت موجود ہیں تو سنی حنفیوں کے نادان بچوں کو ایسی برباد کرنیوالی اور مقلدوں کو لامذہب بنانے والی کتابوں کا پڑھانا جائز ہے یا حرام یا ناجائز؟ پھر جو شخص قصداً سنی بچوں کو ایسی کتابیں پڑھائے اور دوسرے نادانوں میں ان کی اشاعت کرے اور ان کے پڑھنے کی ترغیب دلائے، وہ شخص خود بھی پکا وہابی اور لامذہب ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس مصنف کو سنی حنفی بتائے اور مسائل مندرجہ کی نسبت کہے کہ ایسے مسائل تو حنفیوں کی معتبر کتابوں ہدایہ وغیرہ میں لکھے ہیں اور ایسا اختلاف تو حنفیوں میں چلا آتا ہے اور کہے کہ ان کتابوں کا بچوں کا ایسی صورت میں پڑھانا کہ ان کے باپ دادا اور شہر کے رہنے والے حنفی ہوں کچھ حرج

نہیں بلا کراہت جائز ہے، وہ خود بھی پکا وہابی، پکا لامذہب، دین کا چور، سنیوں کا ٹھگ ہے یا نہیں؟ ان سب باتوں کا مفصل جواب عطا فرما کر ہم مسلمانانِ اہلسنت کو دین کے فتنے سے بچایئے اور خداوند کریم سے اجر عظیم حاصل فرمایئے۔

سائلان ہم سنی حنفی مسلمانان جیت پور ملک کاٹھیاوار

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی انجانا من کید الکائدین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ من رد فساد المفسدین و علی اٰلہٖ و صحبہٖ و المجتہدین و مقلدیھم الیٰ یوم الدین۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مکاروں کے مکر سے نجات عطا فرمائی۔ اور درود و سلام ہو اس پر جس نے فسادیوں کے فساد کو رد فرمایا، اور آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر، ائمہ مجتہدین پر اور ان کے مقلدوں پر قیامت کے روز تک۔

شخص مذکورہ صریح غیر مقلد وہابی ہے اور حنفیوں کا صریح مخالف و بدخواہ، اور اس کی یہ ناپاک کتاب یقیناً گمراہی و فساد پھیلانے والی اور عظیم دھوکہ دے کر حنفی بچوں کے دلوں میں بچپن سے لامذہبی و گمراہی کا بیج بونے والی ہے۔ بچے، جوان کسی کو اس کتاب پڑھانا ہرگز جائز نہیں۔ جو حنفی بچوں اور عامیوں میں اس ضلالت مآب کتاب کی اشاعت کرتا اور اس کے پڑھنے کی ترغیب دیتا ہے حنفیہ کا دشمن، حنفیہ کا بدخواہ، خود غیر مقلد، لامذہب، گمراہی پسند گمراہ ہے۔ جو سفیہ اس کے مصنف کو سنی حنفی کہے اور کہے کہ ایسا اختلاف خود حنفیہ میں چلا آتا ہے اور ایسے مسائل خود ہدایہ وغیرہ کتب حنفیہ میں موجود ہیں اور ان کا پڑھانا بلا کراہت جائز ہے، وہ خود بھی متہم اور انھیں بدمذہبوں کی دم ہے۔

اولاً مصنف عیار کا اتنا لکھنا ہی اس کی بدمذہبی و غیر مقلدی کے اظہار کو بس تھا کہ وہ لامذہبوں کو جن کا نام اس نے انھیں لامذہبوں سے سیکھ کر اہل حدیث و محدثین رکھا ہے اور حنفیہ کرام کو ایک پلے میں رکھتا ہے اور ان کا اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام و ائمہء اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صرف فروعی بتاتا اور دونوں فریق میں اتحاد مناتا ہے حالانکہ غیر مقلدین کا ہم سے اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ کثرت اصول دین میں ہمارا ان کا اختلاف ہے۔ ہماری تمام کتب اصول مالا مال ہیں کہ ہمارے اور جملہ ائمہء اہلسنت کے نزدیک اصول شرع چار ہیں: کتاب و سنت و اجماع و قیاس۔ لامذہبوں نے اجماع و قیاس کو بالکل اڑا دیا۔ ان کا پیشوا صدیق حسن بھوپالی لکھتا ہے

قیاس باطل و اجماع بے اثر آمد

قیاس باطل اور اجماع بے اثر ہے

ان کی تمام کتابیں اس سے پر ہیں کہ وہ سوا قرآن وحدیث کے کسی کا اتباع نہیں کرتے اور اجماع وقیاس کے سخت منکر ہیں اور ہمارے ائمہ نے اجماع وقیاس کے ماننے کو ضروریات دین سے گنا ہے اور ان کے منکر کو ضروریات دین کا منکر کہا ہے اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے، پھر ہمارا ان کا اختلاف فروعی کیسے ہوسکتا ہے۔ مواقف وشرح مواقف، موقف اول، مرصد خامس، مقصد سادس میں ہے:

کون الاجماع حجة قطعية معلوم بالضرورة من الدين (شرح المواقف، الموقف الاول، المرصد الخامس المقصد السادس، منشورات الشریف الرضی قم ایران، ۱/ ۲۵۵)

یعنی اجماع کا حجت قطعی ہونا ضروریات دین سے ہے

کشف البزدوی شریف میں ہے:

قد ثبت بالتواتران الصحابة رضی الله تعالٰی عنهم عملوا بالقياس وشاع وذاع ذٰلك فيما بينهم من غير رد وانكار (کشف الاسرار عن اصول البزدوی، باب القیاس، دارالکتاب العربی بیروت، ۳/۲۸۰)

یعنی تواتر سے ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم قیاس پر عمل فرماتے تھے اور یہ ان میں مشہور ومعروف تھا جس پر کسی کو اعتراض وانکار نہ تھا۔

اسی میں امام غزالی سے ہے:

قد ثبت بالقواطع من جميع الصحابة الاجتهاد والقول بالرای والسكوت عن القائلين به و ثبت ذٰلك بالتواتر فی وقائع مشهورة ولم ينكرها احد من الامة فاورث ذٰلك علما ضروريا فكيف يترك المعلوم ضرورة (کشف الاسرار عن اصول البزدوی، باب القیاس، دارالکتاب العربی بیروت، ۳/۲۸۱)

یعنی قطعی دلیلوں سے ثابت ہے کہ جمیع صحابہ کرام اجتہاد وقیاس کو مانتے تھے اور اس کے ماننے والوں پر انکار نہ کرتے تھے اور یہ مشہور واقعوں میں تواتر کے ساتھ ثابت ہوا اور امت میں سے کسی نے اس کا انکار نہ کیا تو اس سے علم ضروری پیدا ہوا تو جو بات ضروریات دین سے ہے کیونکر چھوڑی جائے گی۔

درمختار کتاب السیر باب المرتد میں ہے:

الکفر تکذیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی شئی مما جاء بہ من الدین ضرورۃ (الدرالمختار، کتاب السیر ،باب المرتد، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۳۵۵)

یعنی ضروریات دین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے کسی شے کا انکار کفر ہے

بالخصوص امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیاس سے ان گمراہوں کو جس قدر مخالفت ہے عالم آشکار ہے۔ انکی کتابیں ظفر المبین وغیرہ امام وقیاسات امام پر طعن سے مملو ہیں۔ اور فتاوٰی عالمگیری جلد ثانی میں ہے:

رجل قال قیاس ابی حنیفہ حق نیست یکفر کذا فی التاتارخانیۃ (الفتاوٰی الھندیۃ، کتاب السیر ،الباب التاسع ،نورانی کتب خانہ پشاور، ۲/۲۷۱)

یعنی جو شخص کہے کہ امام ابوحنیفہ کا قیاس حق نہیں وہ کافر ہوجائے گا۔ ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے۔

ثانیاً یہ چالاک مصنف خود اقرار کرتا ہے کہ اسے کسی فریق سے مخالفت نہیں۔ یہ بات لامذہب بے دین ہی کی ہو سکتی ہے جسے دین ومذہب سے کچھ غرض نہیں ورنہ دو متخالف فریقوں میں مخالفت نہ ہوئی کیونکر معقول۔

ثالثاً لامذہبوں کا اہلسنت کے ساتھ اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام بتانا صراحۃً انھیں اہلسنت بنانا ہے حالانکہ ہمارے علماء صاف فرماتے ہیں کہ وہ گمراہ بدعتی جہنمی ہیں۔

طحطاوی علی الدرالمختار جلد۳ میں ہے:

ھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمھم اللہ ومن کان خارجا عن ھذہ الاربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار (حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الذبائح، المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ، ۴/۱۵۳)

یہ نجات والا گروہ یعنی اہلسنت وجماعت آج چار مذہب، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں جمع ہو گیا ہے۔ اب جو ان چار سے باہر ہے وہ بدمذہب جہنمی ہے۔

اور جو بدعتیوں جہنمیوں کو اہلسنت جانے اور ان کا خلاف مثل اختلاف صحابہ مانے خود بدعتی ناری جہنمی ہے۔

رابعاً اس بیان سے غیر مقلدوں لامذہبوں کی وقعت وتوقیر مسلمان بچوں کے دلوں میں جمے گی کہ ان کا اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام ہے اور حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام (شعب الایمان، حدیث ۹۴۶۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۶۱/۷)

جو کسی بد مذہب کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی

تو اس کتاب کا نام "اسلام کی کتاب" رکھنا نہ تھا بلکہ اسلام ڈھانے کی کتاب۔

خامساً اس مصنف عیار نے نادان مسلمانوں اور ان کے بے سمجھ بچوں کو کیسا سخت فریب شدید دھوکا دیا ہے، یہاں تو لکھ دیا کہ وہ کسی مذہب سے تعصب نہیں رکھتا ملک میں فقہا واہل حدیث دونوں بکثرت موجود ہیں اور اس سلسلے میں عام مسلمانوں کی تعلیم مقصود ہے اس لئے دونوں فریق کا اختلاف اس میں بیان کر دیا ہے جس سے ظاہر ہوا کہ وہ ہر جگہ مذہب فریقین بیان کر دے گا کہ ہر فریق والا اپنا مذہب جان لے مگر اس نے صراحۃً اس کے خلاف کیا، کہیں کہیں اختلاف بتایا اور وہاں بھی جا بجا دوسروں کے مذہب کو اصل مسئلہ ٹھہرایا اور حنفیہ کے مذہب کو کمزور کر کے کہا کہ بعض یوں کہتے ہیں، اور بہت جگہ صرف لامذہبوں کے مسئلے لکھے جو مذہب حنفی کے صریح خلاف ہیں، دراصل اختلاف کا پتا بھی نہ دیا جس سے مسلمانوں کے بچے اس مذہب مخالف پر جم جائیں اور اپنے مذہب کی خبر بھی نہ پائیں۔ اگر وہ ابتدا میں اختلاف بتانے کا وعدہ نہ کرتا تو دھوکا اتنا سخت نہ ہوتا، جب مسلمان جانتے کہ اس کتاب میں حنفیہ وغیر حنفیہ سب کے مسائل گھال میل بے تمیز ہیں، تو مسلمان اس کتاب سے بچتے۔ اب ان کو یہ دھوکا دیا کہ جہاں اختلاف ہے دونوں مذہب بتا دیئے جائیں گے تو ان کو اطمینان ہو گیا کہ اپنا مذہب لیں دوسروں کا چھوڑ دیں گے اب کیا یہ گیا کہ کہیں کہیں اختلاف بتا کر بکثرت مواقع پر مذہب لکھا دوسروں کا اور اختلاف اصلاً نہ بتایا تو ناواقفوں کو صاف بتایا کہ یہ مسئلے متفق علیہ ہیں ان پر بے تکلف عمل کرو یہ کتنی بڑی دغا بازی اور مسلمان بچوں کی بدخواہی ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص سبیل لگائے اور اشتہار دے دے کہ جو آبخورے ناپاک یا تمہارے مذہب کے خلاف ہیں ان پر چٹ لگا دی ہے اور بعض پر تو چٹ لگائے باقی بہت ناپاک آبخورے بے چٹ کے ملا دے تو وہ صراحۃً بے ایمانی و دغا بازی کر رہا ہے اگر وہ اتنا ہی کہتا کہ ان میں کچھ آبخورے نجس بھی ہیں تو کوئی مسلمان انہیں ہاتھ نہ لگاتا، چٹ کے دھوکے نے مسلمان کو فریب دیا، غیر مقلدوں کے طور پر سور کی چربی حلال اور شراب و خون پاک ہے، یہ کتاب ایسی ہوئی کہ کسی غیر مقلد نے کوئی عام دعوت کی اور اعلان کر دیا کہ جس سالن میں گھی ہے وہ حنفیہ کے لئے پکایا ہے اور جس میں سور کی چربی ہے وہ ان غیر مقلدوں اہل حدیث کے لئے پکایا ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ حنفیہ کا کھانا چینی کے برتنوں میں ہے اور غیر مقلدوں کا

پیتل کے بٹوے میں۔اور پھر کرے یہ کہ بہت سالن سور کی چربی والا چینی کے برتنوں میں رکھ دے، ہر صاحب انصاف یہی کہے گا کہ یہ شخص سخت مفسد ہے اور بڑے فساد کا بیج بوتا ہے۔اس وقت اس کی دوسری کتاب ہمارے پیش نظر ہے اس سے اسی قسم کے چند اقوال التقاط کئے جاتے ہیں:

(1)

کچھ سر کا مسح فرض ہے، حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ حنفیہ کرام کے نزدیک ربع سر کا مسح فرض ہے اگر ربع سے کم کا کرے گا ہرگز وضو نہ ہوگا نہ نماز۔

ہدایہ میں ہے:

المفروض فی مسح الراس مقدار الناصیۃ وھو ربع الراس (الہدایۃ، کتاب الطہارات، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۳/۱)

سر کا مسح ناصیہ کی مقدار فرض ہے اور وہ سر کا چوتھا حصہ ہے۔

(2,3)

ص ۳۰: بول و براز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خون نکلنے اور قے کرنے سے وضو بہتر ہے۔حنفیہ کے نزدیک خون بہہ کر نکلے یا منہ بھر کر قے ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے وضو کرنا فقط بہتر ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ہدایہ میں ہے:

نواقض الوضوء الدم والقی ملء الفم (الہدایۃ، کتاب الطہارات، فصل فی نواقض الوضوء، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۸/۱)

خون کا بہنا اور منہ بھر کر قے وضو توڑنے والی چیزیں ہیں۔

(4)

حاشیہ ص ۹: بعض کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے گو ٹوٹنے پر کوئی دلیل کافی نہیں تاہم اختلاف سے نکلنا بہتر ہے، نکسیر کا بھی یہی مسئلہ ہے۔یہاں صراحۃً نکسیر کے بارے میں حنفی مذہب کے مسئلہ کو بے دلیل کہا اور اس سے وضو بہتر بتایا حالانکہ حنفیہ کے نزدیک اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ہدایہ:

لو نزل من الراس الیٰ مالان من الانف نقض الوضوء بالاتفاق (الہدایۃ، کتاب الطہارات، فصل فی نواقض الوضوء، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱۰/۱)

اگر خون سر سے نازل ہوا اور ناک کے نرم حصہ تک پہنچ گیا تو بالاتفاق وضو ٹوٹ گیا۔

(5)

ص۱۰: غسل کے فرائض میں صرف اتنا لکھا کہ سارے بدن پر پانی ڈالنا فرض ہے حالانکہ مذہب حنفی میں غسل کے تین فرض ہیں: کلی اور ناک میں پانی پہنچانا اور سارے بدن پر پانی ڈالنا۔ ہدایہ:

فرض الغسل المضمضة والاستنشاق و غسل سائر البدن (الہدایۃ، کتاب الطہارات، فصل فی الغسل، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱۲/۱)

غسل کے فرائض کلی کرنا، ناک میں پانی پہنچانا اور سارے بدن پر پانی بہانا ہے

(6)

ص۱۳: وہ کہ سائل نے دربارۂ حیض نقل کیا اصل یہ ہے کہ یہ امر ہر عورت کی عادت وطبیعت پر منحصر ہے، یہ صراحۃً مذہب حنفی کا رد ہے حنفیہ کے نزدیک حیض نہ تین رات دن سے کم ہوسکتا ہے نہ دس رات دن سے زائد۔ ہدایہ:

اقل الحیض ثلثة ایام ولیالیها و مانقص من ذٰلک فهو استحاضة واکثره عشر ایام والزائد استحاضة (الہدایۃ، کتاب الطہارات، باب الحیض والاستحاضہ، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۴۶/۱)

حیض کم از کم تین دن رات ہے جو اس سے کم ہو وہ استحاضہ ہے، اور زیادہ سے زیادہ حیض دس دن ہے جو اس سے زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔

(7)

ص۱۵: وہ کہ سائل نے نقل کیا کہ پانی کی طبیعت پاک ہے، حنفیہ کے نزدیک تھوڑا پانی ایک قطرہ نجاست سے بھی ناپاک ہو جائے گا یہاں جو اس غیر مقلد نے فقط مزے اور بو کے بدلنے پر مدار رکھا اجماع تمام امت کے خلاف ہے کہ نجاست کے سبب رنگ بدلنے سے بھی بالاجماع پانی ناپاک ہوجائے گا اگرچہ مزہ و بو نہ بدلے۔ درمختار باب المیاہ:

ینجس الماء القلیل بموت بط و بتغیر احدا وصافه من لون او طعم او ریح و ینجس الکثیر ولوجاریا اجماعا اما القلیل فینجس وان لم یتغیر (الدرالمختار کتاب الطہارۃ، باب المیاہ، مطبع مجتبائی دہلی، ۳۵/۱)

قلیل پانی بطخ کے اس میں مرنے کی وجہ سے نجس ہوجاتا ہے اور کثیر پانی نجاست کی وجہ سے نجس ہوجاتا ہے۔ اور کثیر پانی نجاست کی وجہ سے رنگ، بو یا مزہ بدلنے سے بالاجماع نجس ہوجاتا ہے اگرچہ جاری ہو۔ اور قلیل پانی نجاست کے وقوع سے نجس ہوجاتا ہے اگرچہ اس کا کوئی وصف نہ بدلے۔

(8)

ص۲۵: عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک اور وتروں کا اخیر رات تک ہے یہ نہ فقط حنفیہ بلکہ ائمہ اربعہ کے خلاف ہے، چاروں اماموں کے نزدیک عشا کا وقت طلوع فجر تک رہتا ہے، درمختار میں ہے:

وقت العشاء والوتر الی الصبح (الدرالمختار کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۵۹/۱)

عشاء اور وتر کا وقت صبح صادق تک ہے

میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:

وقت العشاء فانه يدخل اذا غاب الشفق عند مالک والشافعي واحمد ويبقى الى الفجر (میزان الشریعۃ الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱/ ۱۷۳)

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے پر داخل ہوتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔

(9)

ص۲۶: پردہ زیر ناف گھٹنوں کے اوپر تک فرض ہے، حنفیہ کے مذہب میں گھٹنے بھی ستر میں داخل ہیں تو نماز میں گھٹنے کھلے رکھنے کی اجازت حنفی مذہب کے خلاف بھی ہے اور نماز میں بے ادبی کی تعلیم بھی۔ درمختار میں ہے:

الرابع ستر عورته وهي للرجل ماتحت سوته الیٰ ماتحت ركبته (الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ ، باب شروط الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۶۵/۱)

چوتھی شرط ستر عورت ہے اور مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے

(10)

ص۲۷: آزاد عورت کو منہ اور ہاتھ اور پاؤں کے سوا سب بدن کا چھپانا فرض ہے باندی کو اکثر منہ اور ہاتھ اور پاؤں کے سوا پیٹ اور پیٹھ اور باقی جسم کا چھپانا فرض ہے۔ یہ شخص باندی کا عجب حکم لکھ رہا ہے کہ نہ فقط حنفیہ بلکہ تمام امت کے خلاف اس نے آزاد عورت اور باندی کا حکم بحرف ایک رکھا کہ منہ اور ہاتھ اور پاؤں کے سوا باقی بدن کا چھپانا دونوں پر فرض کیا فقط فرق یہ رکھا کہ آزاد عورت کے لئے سارا منہ مستثنیٰ کیا اور باندی کے لئے اکثر منہ۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ باندی کا ستر آزاد کے ستر سے زائد ہے کہ اسے نماز میں سارے منہ کھولنے کی اجازت ہے اور باندی کو کچھ منہ کا حصہ چھپانا بھی فرض ہے یہ تمام جہاں

میں کسی مسلمان کا قول نہیں۔ایسی ہی خودساختہ مسائل کی اشاعت کا نام اشاعت دین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکھتا ہے۔

درمختار میں ہے:

ما ھو عورۃ منہ عورۃ من الامۃ مع ظھرھا وبطنھا وجنبھا و وللحرۃ جمیع بدنھا خلا الوجہ و الکفین و القدمین (الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ ،باب شروط الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی،۶۵/۱و۶۶)

جومرد کے لئے ستر ہے وہی لونڈی کے لئے بھی ستر ہے سوائے پشت، پیٹ اور پہلوؤں کے جبکہ آزادعورت کا تمام بدن ستر ہے سوائے چہرے، ہتھیلیوں اور قدموں کے۔

(11)

ص ۲۷: مقتدی کوامام کے اقتداء کی نیت کرنا چاہیے(حاشیہ) امام مالک کے نزدیک بالکل نہیں ہوتی۔ یہاں سے صاف ظاہر ہوا کہ مذہب حنفی میں مقتدی کی نیت کونیت اقتداء کی ضرورت نہیں صرف اولیٰ ہے اگر نہ کرے گا جب بھی نماز ہو جائے گی حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ہدایہ میں ہے:

ان کان مقتدیا بغیرہ ینوی الصلوٰۃ ومتابعتہ لانہ یلزمہ فساد الصلوٰۃ من جھتہ فلا بد من التزامہ (الہدایۃ،کتاب الصلوٰۃ ،باب شروط الصلوٰۃ،المکتبۃ العربیۃ کراچی ،۸۰/۱)

اگرنمازی غیر کا مقتدی ہے تو نماز کی نیت بھی کرے اور متابعت امام کی نیت بھی کرے کیونکہ اس کی نماز کا فسادامام کی جہت سے لازم آتا ہے لہٰذا اس کا التزام ضروری ہے۔

عالمگیری میں ہے:

الاقتداء لا یجوز بدون النیۃ کذا فی فتاوی قاضی خان (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الصلوٰۃ،الباب الثالث،الفصل الرابع،نورانی کتب خانہ پشاور،۶۶/۱)

بغیر نیت کے اقتداء جائز نہیں فتاوی قاضیخاں میں یونہی ہے

(12)

ص ۲۹: تصویردار کپڑے میں نماز نہیں ہوتی۔ یہ غلط ہے نماز ہوجاتی ہے البتہ مکروہ ہوتی ہے۔ہدایہ میں ہے:

لولبس ثوبافیہ تصاویر یکرہ والصلوٰۃ جائزۃ لاستجماع شرائطھا (الہدایۃ، کتاب الصلوٰۃ فصل فی مکروہات الصلوٰۃ ،المکتبۃ العربیۃ کراچی ،۱۲۲/۱)

اگرایسے کپڑے پہنے جن میں تصویریں ہیں تو مکروہ ہے تاہم نماز ہو جائے گی کیونکہ شرائط نماز تمام موجود ہیں۔

(13)

ص۲۹: ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکا ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ یہ شریعت مطہرہ پر محض افترا ہے اس صورت میں نماز نہ ہونا کسی کا مذہب نہیں بلکہ تہبند لٹکا اگر بہ نیت تکبر نہ ہو تو ناجائز بھی نہیں جائز وروا ہے صرف خلاف اولیٰ ہے۔ عالمگیری میں ہے:

اسبال الرجل ازاره اسفل من الكعبين ان لم يكن للخيلاء ففيه كراهة تنزية كذا فی الغرائب (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع، نورانی کتب خانہ پشاور، ۵/ ۳۳۳)

مرد اگر بلانیت تکبر اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے تک لٹکائے تو مکروہ تنزیہی ہے۔ غرائب میں یونہی ہے۔

(14)

ص۳۰: مسجد کے سوا نماز بلاعذر نہیں ہوتی۔ یہ بھی غلط ہے نماز بلاشبہہ ہو جاتی ہے مگر مسجد کی جماعت گھر کی جماعت سے افضل ہے، اور بلاعذر ترک مسجد فی نفسہٖ ممنوع ہے مگر مانع صحت نماز نہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

الاصح انها كاقامتها فی المسجد الا فی الافضلية (ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/ ۳۷۲)

اصح یہ ہے کہ گھر میں نماز قائم کرنا مسجد میں نماز قائم کرنے کی طرح ہے مگر افضلیت میں فرق ہے۔

(15)

ص۳۳: فقہا کے نزدیک الحمد پڑھنا صرف امام ہی کے لئے واجب ہے۔ یہ اس نے فقہاء پر محض افترا کیا۔ صرف اور ہی دو کلمے حصر کے جمع کر دیئے حالانکہ ہمارے ائمہ کے نزدیک امام اور منفرد سب پر سورہ فاتحہ واجب ہے صرف مقتدی کے لئے ممنوع ہے۔ درمختار میں ہے:

لهاواجبات هی قراءة فاتحة الكتاب وضم سورة فی الاولين من الفرض وفی جميع ركعات النفل والوتر (الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۷۱)

نماز کے لئے کچھ واجبات ہیں وہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اور فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی تمام رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت ملانا۔

اسی میں ہے:

والمؤتم لا یقرؤ مطلقاً و لا الفاتحۃ (الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۸۱)

مقتدی مطلقاً قرات نہ کرے اور نہ ہی فاتحہ پڑھے

(16)

ص ۳۳: مغرب وعشاء میں قراءت آواز سے پڑھنی اور ظہر وعصر میں آہستہ پڑھنی سنت ہے۔ یہ بھی غلط ہے، حنفی مذہب میں یہ صرف سنت نہیں بلکہ امام پر واجب ہیں۔ درمختار واجبات نماز میں ہے:

والجھر للامام والاسرار للکل فیما یجھر فیہ ویسر (الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۷۲)

اونچی قراءت امام کے لئے اور پست قراءت سب کے لئے جہری اور سری قراءت والی نمازوں میں۔

(17)

ص ۳۳: پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانی سنت ہے، حنفی مذہب میں یہ بھی واجب ہے، درمختار کی عبادت گزری۔(الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۷۱)

(18)

ص ۳۳: رکوع میں پیٹھ کو سر کے برابر کرنا فرض ہے، یہ محض افترا ہے، مذہب حنفی میں فقط سنت ہے نہ فرض نہ واجب۔ درمختار میں ہے:

ویسن ان یبسط ظھرہ غیر رافع ولا منکس راسہ (الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۷۵)

سنت ہے کہ پیٹھ کو سر کے برابر کرے نہ کہ بلند کرے نہ پست کرے

(19,20)

ص ۳۴: سجدہ سے سر اٹھا کر دو زانو بیٹھنا اور ٹھہرنا فرض ہے، رکوع سے اٹھ کر تسبیح کے برابر کھڑے رہنا فرض ہے۔ یہ

بھی محض افتراء ہے دوزانو بیٹھنا صرف سنت ہے بلکہ مذہب حنفی میں اصل بیٹھنا بھی فرض نہیں واجب ہے بلکہ اصل مذہب مشہور حنفی میں اس جلسہ کوصرف سنت کہا یہی حال رکوع سے کھڑے ہونے کا ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

یجب التعدیل فی القومة من الرکوع والجلسة بین السجدتین و تضمن کلامه وجوب نفس القومة والجلسة ایضا (ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/۳۱۲)

رکوع کے بعد کھڑے ہونے اور دوسجدوں کے درمیان بیٹھنے میں تعدیل واجب ہے۔ ماتن کا کلام خود قومہ اور جلسہ کے وجوب کو بھی متضمن ہے۔

نیز اسی میں ہے:

اما القومة والجلسة وتعدیلهما فالمشهور فی المذهب السنیة وروی وجوبها (ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/ ۳۱۲)

لیکن قومہ اور جلسہ اور ان میں تعدیل تو مذہب میں ان کا سنت ہونا مشہور ہے، اور وجوب بھی مروی ہے۔

(21)

ص ۳۵: نماز کے سب فعلوں کو بالترتیب ادا کرنا سنت ہے۔ مذہب حنفی میں بہت ترتیبیں فرض اور بہت واجب ہیں فقط سنت کہنا جہل وافتراء ہے۔ درمختار میں ہے:

بقی من الفروض ترتیب القیام علی الرکوع والرکوع علی السجود و القعود الاخیر علیٰ ماقبله (الدرالمختار، کتاب الصلوٰہ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی ، ۱ / ۷۱)

باقی ہے فرائض نماز سے، قیام کی ترتیب رکوع پر اور رکوع کی ترتیب سجدہ پر اور آخری قعدہ کی ترتیب اس کے ماقبل پر۔

اسی کے واجبات نماز میں ہے:

ورعایة الترتیب بین القراءة والرکوع وفیما یتکرر اما فیما لا یتکرر ففرض کمامر (ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، داراحیاء التراث العربی

اسلام میں مقدم ہو۔

(28)

صفحہ ۴۱: جو اکیلا نماز پڑھ لے اگر پھر اس وقت کی جماعت مل جائے تو جماعت میں شریک ہو جائے۔ یہ مطلق حکم بھی مذہب حنفی کے خلاف ہے مذہب حنفی میں جس نے فجر یا عصر یا مغرب پڑھ لی دوبارہ ان کی جماعت میں شریک نہیں ہوسکتا۔ در مختار میں ہے:

من صلی الفجر و العصر والمغرب مرۃ فیخرج مطلقاًوان اقیمت (الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب ادراک الفریضہ، مطبع مجتبائی دہلی، ۹۹/۱)

جو شخص ایک مرتبہ فجر، عصر اور مغرب کی نماز پڑھ چکا ہو وہ مطلقاً مسجد سے نکل سکتا ہے اگرچہ اقامت ہو جائے۔

(29)

ص ۴۲: جو شخص صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ بھی محض افترا ہے بلا ضرورت ایسا کرنے میں صرف کراہت ہے نماز یقیناً ہو جائے گی۔ در مختار میں ہے:

قدمنا کراھۃ القیام خلف صف منفردا بل بجذب احد من الصف لکن قالوا فی زماننا ترکہ اولیٰ ولذا قال فی البحر یکرہ وحدہ اذا لم یجد فرجۃ

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب ادراک الفریضہ، مطبع مجتبائی دہلی، ۹۲/۱)

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اکیلے مقتدی کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ وہ صف میں سے کسی کو پیچھے کھینچ لے۔ لیکن ہمارے زمانے میں فقہاء نے فرمایا ہے کہ اس کا ترک اولی ہے، اسی لئے بحر میں فرمایا: اکیلے کھڑے ہونا مکروہ ہے مگر جب صف میں جگہ نہ پائے تو مکروہ نہیں ہے۔

(30)

ص ۵۳: نماز استخارہ سنت ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ دو رکعت نماز پھر دعا پڑھ کر سو رہے۔ یہ سنت ہے سو رہنے کا ذکر کہیں حدیث میں نہیں۔

(31)

ص ۵۷: وہ جو سائل نے نقل کیا کہ جن نمازوں میں قصر کا حکم ہے ان میں سنت بھی معاف ہیں۔ یہ محض جہالت ہے

حالت قرار میں کسی نماز کی سنت معاف نہیں اور حالت فرار میں سب کی معاف ہیں مطلقاً معافی کا حکم دینا غلط اور اس معافی کو قصر کے ساتھ خاص کرنا دوسری غلطی ۔ درمختار میں ہے:

یاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار والابان کان فی حال خوف و فرار لایاتی بھا ھو المختار (الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۱۰۸)

حالت امن وقرار میں مسافر سنتیں ادا کرے ورنہ یعنی حالت خوف وفرار میں نہ ادا کرے۔ یہی مختار ہے۔

(32.33)

ص ۵۸: جب کسی دشمن یا درندہ وغیرہ کا خوف ہو تو چار رکعت نماز فرض سے دو رکعت پڑھنا جائز ہے، یہ محض غلط ہے مسافر پر چار رکعت فرض کی پڑھنی ویسی ہی واجب ہے اگرچہ کچھ خوف نہ ہو، اور غیر مسافر کو چار رکعت فرض کی، وہ پڑھنی اصلاً

جائز نہیں اگرچہ کتنا ہی خوف ہو۔ درمختار میں ہے:

من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ قاصدا امسیرۃ ثلثۃ ایام و لیا لیھا صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا (الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۱۰۷)

جو شخص تین دن رات کی مسافت کے ارادے سے اپنی جائے اقامت کی آبادی سے نکلا اس پر واجب ہے کہ چار رکعتی فرضوں میں دو دو رکعتیں پڑھے۔

اسی میں ہے:

صلوٰۃ الخوف جائزۃ بشرط حضور عدوا وسبع فیجعل الامام طائفۃ بازاء العدو ویصلی باخری رکعۃ فی الثنائی و رکعتین فی غیرہ (الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الخوف، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۱۱۸و۱۱۹)

نماز خوف اس شرط پر جائز ہے کہ دشمن یا درندہ سامنے موجود ہو، چنانچہ امام لوگوں کے دو گروہ بنائے گا ان میں سے ایک گروہ کو دشمن کے سامنے کھڑا کرے گا جبکہ دوسرے کو دو رکعتی نماز میں سے ایک رکعت اور چار رکعتی نماز میں سے دو رکعتیں پڑھائے گا۔

(34)

ص ۵۹: کوئی نماز دیدہ ودانستہ قضا ہو جائے تو اس کا ادا کرنا واجب ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ نادانستگی میں قضا ہو جائے تو ادا کرنا واجب نہیں یہ محض افترا واغوا ہے۔

(35)

۶۳: جو سائل نے نقل کیا جو خطبہ میں آکر شامل ہو دو رکعت سنت پڑھ کر بیٹھے۔ مذہب حنفی میں خطبہ ہوتے وقت ان رکعتوں کا پڑھنا حرام ہے۔ درمختار میں ہے:

اذا خرج الامام صلوٰۃ ولا کلام الیٰ تمامھا (الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰہ الجمعۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۱۱۳)

جب امام خطبہ کے لئے نکلے تو اس کے اتمام تک کوئی نماز اور کوئی کلام جائز نہیں۔

(36)

ص ۶۳: وہ جو سائل نے نقل کیا جو شخص کہ دوسری رکعت کے قیام سے پیچھے ملے اس کا جمعہ نہیں ہوتا وہ ظہر پڑھے۔ یہ محض غلط وافتراء ہے، مذہب حنفی میں تو اگر التحیات یا سجدہ سہو بھی امام کے ساتھ پالیا تو جمعہ ہی پڑھے گا، اور امام محمد کے نزدیک بھی دوسری رکعت کا رکوع پانے والا جمعہ پڑھتا ہے حالانکہ وہ بھی دوسری رکعت کے قیام کے بعد ملا۔ ہدایہ میں ہے:

من ادرک الامام یوم الجمعۃ صلی معہ ما ادرکہ و بنی علیھم الجمعۃ وان کان ادرکہ فی التشھد اوفی سجود السھو بنی علیھا الجمعۃ عندھما وقال محمد ان ادرک معہ اکثر الرکعۃ الثانیۃ بنی علیھا الجمعۃ (الھدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، المکتبۃ العربیہ کراچی، ۱/۱۵۰)

جس نے جمعہ کے دن امام کو پالیا تو امام کے ساتھ جتنی نماز پائی وہ اس کے ساتھ پڑھے اور اس پر جمعہ کی بنا کرے۔ اگر اس نے امام کو تشہد یا سجدۂ سہو میں پایا تو شیخین کے نزدیک اس پر جمعہ کی بنا کرے اور امام محمد کے نزدیک اگر امام کے ساتھ دوسری رکعت اکثر پالی تو اس پر جمعہ کی بنا کرے۔

(37)

ص ۶۴: تین آدمی بھی جمع ہو جائیں تو جمعہ پڑھ لیں۔ یہ بھی ہمارے امام کے مذہب کے خلاف ہے کم سے کم چار آدمی درکار ہیں۔ درمختار میں ہے:

والسادس الجماعۃ واقلھا ثلثۃ رجال سوی الامام (الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ،

باب صلوٰۃ الجمعۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۱۱۱)

چھٹی شرط جماعت ہے اور وہ یہ کہ امام کے علاوہ کم از کم تین مرد ہوں

(38)

ص۶۴: عید کی نماز ہر مسلمان پر واجب ہے مرد ہو یا عورت۔ یہ بھی غلط ہے مذہب حنفی میں عورتوں پر نہ جمعہ ہے نہ عید۔ ہدایہ میں ہے:

تجب صلوٰۃ العید علی کل من تجب علیہ صلوٰۃ الجمعۃ (الہدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، المکتبۃ العربیہ کراچی، ۱/۱۵۱)

نماز عید ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نماز جمعہ واجب ہے

اسی میں ہے:

لا تجب الجمعۃ علیٰ مسافر ولا امرأۃ (الہدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ،

المکتبۃ العربیہ کراچی، ۱/۱۴۹)

مسافر اور عورت پر جمعہ واجب نہیں

(39)

ص۶۵: دونوں عیدیں جب بارش وغیرہ کا عذر ہو مسجد میں جائز ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ بارش وغیرہ کا عذر نہ ہو تو مسجد میں ناجائز ہیں یہ محض غلط ہے۔ درمختار میں ہے:

الخروج الیھا ای الجبانۃ لصلوٰۃ العید سنۃ وان وسعھم المسجد الجامع (الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ العیدین، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۱۱۴)

نماز عید کے لئے عیدگاہ کی طرف نکلنا سنت ہے اگرچہ جامع مسجد میں لوگ سما سکتے ہوں۔

(40)

ص۶۶: بکری بھینگی ناجائز ہے، یہ بھینگی کا حکم بھی غلط لکھ رہا ہے مذہب حنفی میں بھینگی بکری کی قربانی جائز ہے۔ رد المحتار میں ہے:

وتجوز الحولاء مافی عینھا حول (ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۵/۲۰۷)

جس کی آنکھ بھینگی ہو اس کی قربانی جائز ہے۔

(41)

ص ۶۳: وہ جو سوال میں منقول ہوا کہ ایک دن میں جمعہ وعید اکٹھے ہوں تو جمعہ میں رخصت آئی ہے لیکن پڑھنا بہتر ہے۔ یہ بھی غلط ہے مذہب حنفی میں عید واجب اور جمعہ فرض ہے کوئی متروک نہیں ہوسکتا۔ ہدایہ میں ہے:

وفی الجامع الصغیر عیدان اجتمعا فی یوم واحد فالاول سنۃ والثانی فریضۃ والایترک واحد منھما (الہدایۃ، کتاب الصلوٰۃ،، باب العیدین، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱/۱۵۱)

جامع صغیر میں ہے کہ اگر ایک دن میں دو عیدیں جمع ہو جائیں تو پہلی سنت (واجب مثبت بالسنہ) اور دوسری فرض ہے ان میں سے کوئی بھی ترک نہیں کی جائیگی۔

(42)

ص ۶۶: عید کے پیچھے تین دن تک قربانی درست ہے۔ مذہب حنفی میں صرف بارھویں تک قربانی جائز ہے۔ درمختار

میں ہے:

تجب التضحیۃ فجریوم النحر الیٰ اٰخر ایامہ وھی ثلثۃ افضلھا اولھا (رد المحتار، کتاب الاضحیۃ، مطبع مجتبائی دہلی ، ۱/۲۳۱)

قربانی کرنا واجب ہے یوم نحر کی فجر سے ایام قربانی کے آخری دن، اور وہ تین دن ہیں جن میں سے پہلا افضل ہے۔

(43)

ص ۷۶: خاوند اگر اپنی عورت کو غسل دے جائز ہے۔ مذہب حنفی میں محض ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے:

ویمنع زوجھا من غسلھا و مسھا لامن النظر الیھا علی الاصح (الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۱۲۰)

اصح یہ ہے کہ خاوند کا بیوی کو غسل دینا اور اسے چھونا ممنوع ہے مگر اسے دیکھنا ممنوع نہیں ہے

(44)

ص ۸۰: شہید پر نماز پڑھنی ضروری نہیں۔ مذہب حنفی میں ضروری ہے۔ درمختار باب الشہید میں ہے:

یصلی علی بلا غسل (الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الشہید، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۱۲۷)

شہید پر بلا غسل نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(45)

ص۸۰: جو جنازہ میں نہ مل سکے قبر پر پڑھ لے، مذہب حنفی میں جو نماز جنازہ میں نہ مل سکے اب وہ کہیں نہیں پڑھ سکتا کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں مگر اس حالت میں کہ پہلی نماز اس نے پڑھ لی ہو جسے ولایت نہ تھی۔ درمختار میں ہے:

ان صلی غیر الولی ولم یتابعه الولی اعاد الولی ولو علیٰ قبره ان شاء ولیس لمن صلی علیها ان یعید مع الولی لان تکرارها غیر مشروع (الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۱۲۳)

اگر غیروں نے نماز جنازہ پڑھ لی اور ولی نے اس کی متابعت نہ کی تو ولی اگر چاہے تو نماز جنازہ کا اعادہ کرسکتا ہے اگر چہ قبر پر پڑھ لے اور جو پہلے نماز جنازہ میں شریک ہو چکا ہے وہ دوبارہ ولی کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا کیونکہ نماز جنازہ میں تکرار مشروع نہیں ہے۔

(46)

ص۸۸: جو مر جائے اور اس پر فرض روزے رہ جائیں اس کے ولی کو چاہیے کہ اس کی طرف سے روزے رکھے۔ مذہب حنفی میں کوئی دوسرے کی طرف روزے نہیں رکھ سکتا۔

ہدایہ میں ہے:

لا یصوم عنه الولی ولا یصلی لقوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد (الہدایۃ، کتاب الصوم، فصل ومن کان مریضاً فی رمضان، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱/۲۰۳)

اور میت کی طرف سے اس کا ولی نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔

(47)

ص۹۳: ہر مسلمان امیر وغریب پر صدقہ فطر واجب ہے۔ مذہب حنفی میں صرف غنی پر واجب ہے فقیر پر ہرگز نہیں۔

ہدایہ میں ہے:

صدقة الفطر واجبة علی الحر المسلم اذا کان مالکا لمقدار النصاب فاضلا عن مسکنه وثیابه و اثاثه وفرسه وسلاحه وعبیده لقوله علیه الصلوٰة والسلام لا صدقة الا عن ظهر غنی (الہدایۃ، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر،

المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱/۱۸۸)

صدقہ ءفطر آزاد مسلمان پر واجب ہے جو مقدار نصاب کا مالک ہو درانحالیکہ وہ نصاب اس کے رہائشی مکان، لباس، سامان خانہ داری، سواری کے گھوڑے، ہتھیاروں اور خدمت کے غلاموں سے زائد ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ نہیں ہے صدقہ مگر مالداری کو باقی رکھتے ہوئے۔

(48)

ص۹۳: صدقہ ءفطر عورت کا خاوند کو لازم ہے۔ یہ بھی مذہب حنفی کے خلاف ہے۔ ہدایہ میں ہے:

لایؤدی عن زوجتہ (الہدایۃ، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱/۱۸۹)

(صدقہء فطر) خاوند اپنی بیوی کی طرف سے ادا نہ کرے۔

(49)

ص۹۲: صدقہ ءفطر نماز سے پیچھے ناجائز ہے۔ یہ بھی محض غلط ہے۔ ہدایہ میں ہے:

ان اخروھا عن یوم الفطر لم تسقط و کان علیھم اخراجھا (الہدایۃ، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱/۱۹۱)

اگر لوگوں نے صدقہ ءفطر روز عید سے موخر کر دیا تو ساقط نہ ہوا، اس کی ادائیگی ان پر لازم ہے۔

(50)

ص۹۴: اعتکاف سنت موکدہ ہے سال بھر میں جب کیا جائے جائز ہے رمضان شریف کے پچھلے عشرہ میں افضل ہے۔ مذہب حنفی میں پچھلے عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔ عالمگیری میں ہے:

الاعتکاف سنۃ مؤکدۃفی العشر الاخیر من رمضان (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب السابع، نورانی کتب خانہ پشاور، ۱/۲۱۱)

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔

یہ چھوٹے چھوٹے گنتی کے اوراق میں اس کے پچاس دھوکے ہیں، اور بہت چھوڑ دیئے، اور صرف اس کی ایک کتاب ہی پیش نظر ہے، باقی ۱۳ میں خدا جانے اپنے دین و دیانت کو کیا کچھ تین تیرہ کیا ہو۔ اس کے حمایتی دیکھیں کہ ہدایہ

وغیرہ حنفیہ کی معتبر کتابوں میں مسائل خلافیہ لکھنے کا یہی طریقہ ہے کہ غیر مذہبوں لامذہبوں کے مسائل لکھ جائیں اور انہیں کا احکام خدا ورسول ٹھہرائیں اور مذہب حنفی کا نام بھی زبان پر نہ لائیں، یہ صریح دغابازوں، فریبیوں، بددیانتوں، مفسدوں، دشمنان حنفیہ کا کام ہے۔ تو یہ مصنف اور اس کے حمایتی جتنے ہیں سب مذہب حنفی کے دشمن اور حنفیہ کے بدخواہ ہیں۔ مسلمانوں پر ان سے احتراز فرض ہے۔

قد بدت البغضاء من افواھم وما تخفی صدورھم اکبر. قد بینا لکم الأیات ان کنتم تعقلون. (القرآن الکریم، ۳/ ۱۱۸)

بیر ان کی باتوں سے جھلک اٹھا، اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے، ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنادیں اگر تمہیں عقل ہو۔

نسئل اللہ العفو والعافیۃ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد واٰلہٖ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم. واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم.

ہم اللہ تعالٰی سے درگزر اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، اور اللہ تعالٰی کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت۔ اور اللہ تعالٰی درود وسلام اور برکت بھیجے اس پر جو تمام مخلوق سے بہتر ہے اور آپ کی آل پر اور تمام صحابہ پر۔ اور اللہ سبحٰنہ وتعالٰی خوب جانتا ہے۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کـــــــــــتـــــــــــبـــــــــــہ.

عفی عنہ بمحمدن المصطفے النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ

عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں